کویت

"عیسائی ہمارے نجات دہندہ بن گئے۔" ایک کویتی تاجر کا بیان

چیلنج ویکلی کی رپورٹ کے مطابق "مسلم کویت میں واحد کراس (صلیب) جو بلند ہوئی وہ انٹرنیشنل ریلیف موومنٹ کی ریڈ کراس تھی۔ خلیجی جنگ میں مغربی افواج کے کردار سے اس علاقے کے عیسائیوں میں ایک نیا اعتماد پیدا ہوا ہے۔ اگرچہ عیسائیت کے ظاہری شعائر پر پابندی اب بھی برقرار ہے اور کویت کے ۷۰ ہزار عیسائی اتوار کی بجائے جمعہ کے روز اپنا مذہبی اجتماع منعقد کرتے ہیں لیکن وہ یہ محسوس کرتے ہیں کہ امریکہ کی سرکردگی میں اتحادی افواج نے قابض عراقی فوج کو نکال باہر کرنے میں جو کردار ادا کیا' اس سے ان کے معاشرتی مقام میں اضافہ ہوا ہے۔ اس سے پہلے وہ سالہا سال تک بند دروازوں کے پیچھے خفیہ طور پر اپنے عقائد پر عمل درآمد کرتے رہے تھے۔"

ایک کیتھولک پادری مارون الصائبی نے رائٹر کو بتایا کہ "خلیجی جنگ کے بعد کویتی ان کا زیادہ احترام کرنے لگے ہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ زیادہ تر یہ مغرب کے عیسائی ممالک ہی تھے جنہوں نے ہمسایہ مسلم عراق کے قبضے سے کویت کو آزاد کرایا۔ ہم ماضی کے مقابلے میں امریکیوں اور مغربیوں کے ساتھ میل ملاقات میں اب زیادہ بہتر محسوس کرتے ہیں۔"

موٹروں کے ایک چالیس سالہ سیلزمین محمد الرمادی نے کہا کہ وہ ماضی میں عیسائیوں سے نفرت کرتا تھا اور اس حد تک کہ اگر اس کا بس چلتا تو وہ انہیں ملک سے نکال باہر پھینکتا لیکن اس سال اس کا ذہن تبدیل ہو گیا ہے۔ "خلیجی جنگ کے بعد مجھے پتہ چلا کہ عیسائی اتنے برے نہیں ہیں جتنا کہ میں انہیں خیال کرتا تھا۔ یہ صلیبی جنگ جو نہ تھے جو ہمارے ملک اور اس کی دولت پر قبضہ کرنا چاہتے ہوں۔۔۔ بلکہ اس کے برعکس وہ ہمارے نجات دہندہ تھے۔"

لبنانی نژاد جناب الصائبی نے اپنے خیالات کا اظہار کویت شہر کے متمول ضلع سالمیہ کے ایک یونانی کیتھولک چرچ میں جمعہ کے اجتماع کے بعد کیا۔ جناب الصائبی اور ان کے رفقاء مذہبی اجتماع کے لیے اگلے وقتوں کے عیسائیوں کی طرح ہر ہفتے ایک مکان میں اکٹھے ہوتے ہیں جسے وہ چرچ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔ باہر سے یہ مکان کوئی دو منزلہ بنگلہ دکھائی دیتا ہے جب کہ اس کے اندر

دیواروں پر رنگین شبیہیں لٹکی ہوئی ہیں۔ لکڑی کے چبوتروں پر موم بتیاں جھلملاتی ہیں اور فضا میں عود کی خوشبو رچی ہوتی ہے۔"

تیس سال سے کویت میں رہائش پذیر ایک پچاس سالہ تاجر جناب جارج حداد نے بتایا کہ "ہم مکانوں میں عبادت کرنے کو" برا نہیں سمجھتے۔ ہمارے لیے یہ بات سب سے زیادہ اہم ہے کہ ہم اپنے عقیدے پر عمل پیرا رہیں اور امن سے رہیں۔ اور یہ دونوں چیزیں ہمیں کویت میں میسر ہیں۔"

کویت میں عیسائیوں کی اکثریت لبنانیوں یا فلسطینیوں پر مشتمل ہے جو ۱۹۳۰ء کے عشرے میں تیل کی دریافت کے بعد کویت آئے۔ ان میں سے صرف چند لوگوں کو کویتی شہریت حاصل ہے جبکہ باقی افراد موجودہ کویتی قانون کے تحت شہریت کے لیے درخواست دینے کے اہل نہیں ہیں۔

کویت میں چرچوں کی تعداد سات ہے۔ ان میں سے ایک Sacred Family (مقدس خاندان) کا کیتھولک چرچ ہے جو ۱۹۶۰ء میں کویت کی حکومت نے ویٹیکن کے ساتھ جذبہ خیرسگالی کے اظہار کے طور پر اپنے خرچ پر شہر کے مرکز میں تعمیر کروایا تھا۔ یہ چرچ خلیجی ساحل کے ساتھ واقع ہے۔ سات ماہ کے عراقی قبضے کے دوران میں اس کے ارد گرد خندقوں اور بارودی سرنگوں کا جال بچھا رہا۔ چنانچہ اس عرصے میں عبادت گزار سالیہ چرچ کے نیچے ایک زیر زمین پناہ گاہ استعمال کرتے رہے۔

کویت میں چار ہزار عیسائی اور مسلمان لڑکیوں کے لیے ایک اسکول بھی ہے جسے راہبات چلاتی ہیں۔ کلاس میں عیسائی تعلیمات پر پابندی عائد ہے لیکن اتوار اسکول کے ہم پلہ ہر چرچ کا اپنا جمعہ اسکول ہے، جہاں سینکڑوں بچے بائبل پڑھ سکتے ہیں۔ عراقی قبضے کے دوران میں آدھے سے زیادہ عیسائی ملک چھوڑ کر چلے گئے تھے تاہم اب وہ واپس آ رہے ہیں۔ اور اب ان کی تعداد ۴۰ ہزار تک پہنچ گئی ہے۔

جناب الصائی نے بتایا کہ "عیسائی واپس آ رہے ہیں کیونکہ قبضے سے پہنچنے والے نقصان کے بعد کویت کی تعمیر نو کے باعث یہاں بہت کاروبار ہے۔ جب تک ہم اپنے کاروبار پر توجہ مرکوز رکھیں گے اور سیاست سے احتراز کریں گے، ہم بہت بہتر رہیں گے۔" (بہ شکریہ "فوکس"۔ لیسٹر)